جملہ حقوق محفوظ ہیں

۷۸۶
۹۲

صبیح مادری

وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا

اور ہیں رسول تم پہ حاضر ناظر

الحمد للہ رسالہ فیض مقالہ موسومہ بہ

مناظرہ عاشقِ رسول و عبدالقہار

در مسئلہ

حاضر و ناظر

مرتبہ

حضرت علامہ ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی مہتمم مدرسہ عربیہ منبع الفیوض حامد آباد

ناشر: ناظم مکتبہ اویسیہ رضویہ حامد آباد ڈاکخانہ لکالاڑان۔ بہاولپور ڈویژن (پاکستان)

ہفت تقسیم کرنیوالوں کیلئے فی درجن ۱۸ روپے درجن کے حساب سے پچاس ملے اور لکھیے۔

طالبعموں کے لئے ۳ ——— گلزار عالم پریس لاہور ——— عام ہدیہ ۴

مُصنّف علّام کی دیگر تصنیفات

البیان المقبول لحل قال اقول

منطق کے مشہور و معروف رسالہ قال اقول کا یہ بے نظیر حاشیہ نہایت نفیس تحقیقات و تدقیقات پر مشتمل اور علماء و طلبا کیلئے بیش بہا ذخیرہ ہے اس کے آخیر میں ایساغوجی کا اردو حاشیہ التعلیق الحری علی متن الابہری بھی لگا ہوا ہے۔ قیمت ۱ روپیہ

اظہار حق

اس رسالہ عجالہ میں مسئلہ علم غیب۔ حاضر و ناظر۔ نور اور استمداد کو آیات قرآنیہ سے ثابت کیا گیا ہے۔ قیمت۔ ۸ آنے

دیوبندی دھرم

ایک منہ پھٹ کے اعتراضات کے دندان شکن جوابات۔ قیمت ۴ آنے

ملنے کا پتہ

مکتبۂ اہل سنّت مسجد حنیفہ محلہ شمس آباد مصری شاہ لاہور

عاشقِ رسول۔ بس یہی بات نہ اس بارہ میں تو نے قرآنی آیت نہ حدیث شریف
نہ کسی مستند اہل سنت و جماعت علمائے کرام کا قول سنایا۔
عبدالقہار۔ اگر کچھ ہوتا تو مجھے ضرور یاد کراتے۔
عاشقِ رسول۔ تسلی فرمائیے میں تجھے آج صرف تین آیات اور پانچ احادیث اور
دس اقوال علماء کرام اہل سنت کے سناتا ہوں امید ہے کہ میرے لئے
باعث نجات ہوں گے۔ اور تیرے اور باقی تمام اہل اسلام کیلئے مشعلِ راہ بنینگے انشاء اللہ
عبدالقہار۔ کیا یہ مسئلہ قرآنی آیات سے بھی ثابت ہے۔
عاشقِ رسول۔ وہ کونسا مسئلہ ہے جو قرآن مجید سے ثابت نہ ہو۔ بالخصوص حاضر و
ناظر تو ایسا واضح ہے کہ تھوڑی سمجھ والا بھی سمجھ سکتا ہے۔ سنئے
اور کان دھریئے قرآن مجید (وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا) ۱۷
ترجمہ۔ اور ہیں رسول صلے اللہ علیہ وسلم تم پر حاضر و ناظر پارہ دوم سورۃ بقرہ رکوع ۱۷
اس آیت میں حاضر و ناظر کا ثبوت لفظ شہید سے دیا جاتا ہے کیونکہ بمعنی حاضر
ہے چنانچہ قرآن پاک خود گواہ ہے کہ اس کا ماخذ لفظ شہادت ہے اور شہادت بمعنی
حاضر ہوتا ہے جو کہ غیب کی نقیض ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے عَالِمُ الْغَيْبِ
وَالشَّهَادَةِ یعنی وہی اللہ تعالےٰ غیب اور حاضر کے جاننے والا ہے اور فرماتا
ہے۔ كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُودًا ط۔ یہاں شہود بمعنی حاضر ہے اور فرماتا ہے
يَشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُونَ پ ۳ ع یعنی حاضر ہوں گے اس روز مقرب لوگ اس آیت
میں بھی یشہد بمعنی حاضر ہے۔ اسی طرح فرماتا ہے۔ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ
الشَّهْرَ الخ پ ۲ ع یعنی تم کو ماہ صیام حاضر ہو۔ یہاں شہد بمعنی حاضر ہے

اسی طرح اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ۔ اَمْ کُنْتُمْ شُھَدَآءَ اِذْ حَضَرَ یَعْقُوْبَ الْمَوْتُ ۲ یعنی جب حضرت یعقوب علیہ السلام پر موت آئی کیا اے بنی اسرائیلو تم حاضر تھے دیکھو شہداء کلمہ بمعنے حاضر ہے ۔ ثابت ہوا کہ آیت میں شہیدہ بمعنے حاضر ہے ۔

اور بعض لوگ شہید بمعنی گواہ کرتے ہیں تو اس سے بھی بمعنی حاضر ثابت ہوتا ہے ۔ کیونکہ گواہ شرعاً اور عرفاً اس کو کہتے ہیں ۔ جو واقعہ پر حاضر ہو اگر واقعہ پر حاضر نہ ہو اور ایسے ہی کہہ دے تو اس کی گواہی غیر مقبول ہے ۔

اور حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی گواہی کو سنی ہوئی گواہی نہیں کہا جا سکتا کیونکہ قیامت میں جب آپ گواہی دیں گے ۔ تو دیکھی ہوئی گواہی دیں گے نہ کسی سنی ہوئی ۔ جس کے متعلق چند احادیث فقیر نے اپنی چہل حدیث[۵] در مسائل مختلف فیہا کے عشرہ اولیٰ میں درج کی ہیں ۔ میری اس تقریر کی تائید حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ کی تفسیر عزیزی پارہ دوم سے بھی ہوتی ہے ۔ اس کے الفاظ یہ ہیں ۔

ترجمہ ۔ حضور علیہ السلام اپنے نور نبوت کی وجہ سے ہر دیندار کے دین کو جانتے ہیں کہ دین کے کس درجہ تک پہونچا ہے ۔ اور اس کے ایمان کی حقیقت کیا ہے اور کون سا حجاب اس کی ترقی سے مانع ہے پس حضور علیہ السلام تمہارے گناہوں کو اور تمہارے ایمان درجات کو اور تمہارے نیک و بد اعمال اور تمہارے اخلاص

---

[۵] یہ عشرہ اولیٰ بہ ہدیہ ۲ر مکتبہ اولیہ سے مل سکتا ہے ۔

اور نفاق کو پہنچانتے ہیں۔ لہٰذا ان کی گواہی دینا بحکم شرع امت کے حق قبول اور واجب العمل ہے۔ اصل فارسی ہے۔ جس کو ہم نے مسئلہ علم غیب میں تم کو سمجھا آئے ہیں۔

اس سے ثابت ہوا کہ شہید بمعنی حاضر ہو تب بھی مدعا حاصل اگر بمعنی گواہ ہو تب بھی مطلوب موجود ہے۔

۲۔ وَجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ۔ ترجمہ اور لے آئینگے ہم آپکو ان پر نگہبان بنا کر۔ پ۵ سورۃ نساء ع ۔ اس آیت کی تقریر مذکورہ آیت جیسی ہوگی۔ مگر اس کے متعلق چند مفسرین معتبرین کی رائیں سن لیں (تفسیر نیشاپوری)

تحت آیت ہذا لان روحہ علیہ السلام شاہد علی جمیع الارواح والقلوب والنفوس اسی طرح تفسیر مدارک آیت ہذا کے تحت میں تحریر فرماتے ہیں۔

ای شاہداً علی من آمن بالایمان و علی من کفر بالکفر و علی من نافق بالنفاق

ان ہر دو عبارات کا مختصر ترجمہ یہ ہے۔ کہ حضور علیہ السلام ہر شخص کے اجسام وارواح پر شاہد اور مومن و کافر اور منافق کے حالات کو خوب جانتے ہیں اور ان پر حاضر ہیں۔

۳۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝

ترجمہ۔ اور ہم نے نہیں بھیجا آپ کو مگر تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر

پ ۱۷ سورہ انبیاء ع ۔

اس آیت کی تشریح آپ کو فلسفیانہ طرز میں سمجھاتا ہوں - مگر یہ تشریح میری اپنی نہیں ہے - بلکہ سند المتکلمین سید المناظرین رئیس زمان غزالئ زمان قبلہ الحاج مولانا سیّد احمد سعید شاہ صاحب کاظمی مدظلہم کی ہے جب کہ آپ فقیر کی استدعا پر پکالاڑں میں مدرسہ فیضان العلوم کے افتتاح کیلئے تشریف لاکر آیت مذکورہ کا بیان فرمایا وہ تقریر یہ ہے

امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ کے نزدیک یہ امر قطعی ہے کہ اس آیۂ کریمہ میں کاف خطاب سے مراد حضور سیّد عالم حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ ہے اور یہ امر بھی واضح ہے کہ رحمۃ للعالمین ہونا حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا وصف خاص ہے - یعنی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کوئی رحمۃ للعالمین نہیں ہو سکتا - جس کی دلیل یہ ہے - کہ آیۂ کریمہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدح میں وارد ہے - اور قاعدہ ہے کہ مقام مدح میں جو وصف وارد ہوگا - وہ ممدوح کے ساتھ خاص ہوگا - کیونکہ تخصیص کے بغیر مدح ممکن نہیں لہذا ضروری ہوا کہ رحمۃ اللعالمین ہونے کا وصف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے خاص ہو -

کسی دوسرے کے لئے اگر مسامحہ کے طور پر یہ لفظ یا اس کا ہم معنیٰ کوئی کلمہ وارد بھی ہو تو اسے مبالغہ یا مجاز پر محمول کیا جائے گا - حقیقت واقعیت سے اس کو کوئی تعلق نہ ہوگا -

العٰلمین سے مراد صرف انسان یا جن و بشر و ملائکہ ہی نہیں بلکہ کل جہاں

عہ اللہ یہ مضمون رسالہ "الحق المبین" میں بھی شائع ہو چکا ہے -

ماسوی اللہ ہے۔ اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا رحمۃ اللعالمین ہونا جہت رسالت سے ہے اور رسالت کل مخلوق کے لئے عام ہے جیسا کہ خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا اُرسِلتُ اِلَی الخَلقِ کَافَّۃً (رواہ مسلم)

ترجمہ۔ میں تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں

جب رسالت کل مخلوق کے لئے عام ہے تو رحمت بھی سارے جہانوں کے لئے عام اور اللہ کے سوا ہر ذرے کو شامل قرار پائی "وللہ الحمد"۔

اس کے بعد لفظ رحمۃ کی طرف آئیے۔ مفسرین نے اس کی دو توجیہیں کی ہیں۔ اگر مستثنیٰ منہ اَعَمّ عام ہو تو رحمۃً امر مَا سَلَنٰا فعل کا مفعول لہٗ قرار پائے گا۔ اور تقدیر عبارت یہ ہوگی۔ وَمَا اَرسَلنٰاکَ اِلَّا لِاَجلِ الرَّحمَۃِ لِلعٰلَمِین

ترجمہ۔ ہم نے آپ کو کسی لئے نہیں بھیجا صرف عالمین کے واسطے رحمت کے لئے بھیجا ہے۔ اور اگر اَعَمّ احوال کو مستثنیٰ منہ بنایا جائے تو رحمت ضمیر خطاب سے حال ہوگا۔ اور لفظ رحمت مبنی للفاعل ہو کر بمعنی راحم قرار پائے گا۔ اور تقدیر عبارت یوں ہوگی۔ وَمَا اَرسَلنٰاکَ فِی حَالٍ مِنَ الاَحوَالِ اِلَّا حَالَ کَونِکَ رَاحِمًا لِلعٰلَمِینَ۔ ترجمہ۔ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم، نہیں بھیجا ہم نے آپ کو کسی حال میں مگر صرف اس حال میں کہ آپ تمام جہانوں کے لئے رحم کرنیوالے ہیں۔ لفظ رحمت مفعول لہٗ ہو یا حال۔ بہر صورت حضور صلے اللہ علیہ وسلم راحم قرار پاتے ہیں۔ کیونکہ مفعول لہٗ سبب فعل

ہوتا ہے۔ اور فاعل بھی سبب فعل ہے۔ اس لئے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا راحم ہونا حال اور مفعول لہٗ دونوں کے مطابق ہے۔ خلاصۃ الکلام یہ کہ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم تمام کائنات کل مخلوقات، ایک ایک ذرہ ایک ایک قطرہ غرض اللہ کے سوا ہر شئے کے لئے رحم فرمانے والے ہیں

یہاں سابق کی روشنی میں جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا تمام عالمین کے لئے راحم ہونا ثابت ہو گیا تو راحماً للعلمین ہونے کے لوازمات و مناسبات بھی ثابت ہو گئے کیونکہ قاعدہ کلیہ ہے کہ اِذَا ثَبَتَ الشَّیْءُ ثَبَتَ بِجَمِیْعِ لَوَازِمِہٖ جب کوئی چیز ثابت ہوتی ہے۔ تو اپنے تمام لوازمات کے ساتھ ثابت ہوتی ہے

کسی پر رحم کرنے کے لئے چار باتیں لازم ہیں۔

۱۔ سب سے پہلے تو یہ امر لازم ہے۔ کہ رحم کرنے والا زندہ ہو مردہ نہ ہو کیونکہ مردہ رحم نہیں کر سکتا۔ وہ خود رحم کا طالب و مستحق ہوتا ہے لہٰذا اگر حضور صلے اللہ علیہ وسلم معاذ اللہ زندہ نہ ہوں تو راحماً للعالمین نہیں ہو سکتے۔ جب آیت قرآنیہ سے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا راحماً للعلمین ہونا ثابت ہو گیا تو حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا زندہ ہونا ثابت ہو گیا۔

۲۔ دوسری بات یہ ہے کہ صرف زندہ ہونے سے کسی پر رحم نہیں کیا جا سکتا جب تک کہ رحم کرنے والا مرحوم کے حال کا عالم نہ ہو کیونکہ بے خبر کسی پر کیا رحم کرے گا۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ فرض کیجئے زید انتہائی مظلوم ہے اور کہتا ہے کوئی شخص اس پر رحم کرے کہ اس نے

ظلم سے اسے بچائے اسی خواہش کو دل میں لے کر وہ عمرو کے پاس جاتا ہے اور اس سے رحم کی درخواست کرتا ہے۔ عمرو اس کی درخواست سن لیتا ہے مگر اسے کچھ معلوم نہیں کہ اس کا حال کیا ہے؟ وہ نہیں جانتا کہ یہ کس مصیبت میں مبتلا ہے۔ اور کس نوعیت کے رحم کا طالب ہے اس لئے وہ اس سے دریافت کرتا ہے۔ کہ تمہیں کیا تکلیف ہے اور تم کس طرح کی مہربانی چاہتے ہو۔ اب اگر زید اسے اپنا حال نہ بتائے اور یہی کہتا رہے۔ کہ آپ میرا حال نہ پوچھئے بس مجھ پر رحم کر دیجئے، تو کیا عمرو اس پر رحم کر سکتا ہے؟ نہیں اور یقیناً نہیں جب تک وہ اپنا حال نہ بتائے اور عمرو اس کے حالات سے پوری طرح باخبر نہ ہو اسوقت تک وہ اس پر قطعاً رحم نہیں کر سکتا۔ آیت قرآنیہ کی روشنی میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم رحمۃً للعالمین ہیں تو جب تک حضور صلے اللہ علیہ وسلم تمام عالمین کل ماسوی اللہ جمیع کائنات و مخلوقات کے حالات کو نہ جانیں اور جمیع ما کان و مایکون کا علم حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو نہ ہو اس وقت تک حضور الصلوٰۃ کا رحمۃً للعلمین نہیں ہو سکتے جب حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کا رحمۃً للعلمین ہونا ثابت ہے۔ تو تمام کائنات کے احوال کا عالم ہونا بھی ثابت ہو گیا۔

۳۔ تیسری بات یہ ہے کہ صرف عالم ہونے سے بھی کسی پر رحم نہیں کیا جا سکتا۔ جب تک کہ رحم کرنیوالا مرحوم تک اپنی رحمت و نعمت پہنچانے کی قدرت و اختیار نہ رکھتا ہو۔ مثال کے طور پر ایک شخص شدید درد

ہمارے پاس مقیم ہے ۔ وہ دن رات اللہ کی عبادت و اطاعت میں مشغول رہتا ہے اور عبادت و ریاضت کرتے کرتے وہ اس قدر ضعیف و ناتواں ہو گیا ہے ۔ کہ اس کے لئے چلنا ۔ پھرنا ۔ اور اٹھنا ۔ بیٹھنا تک دشوار ہو گیا ہے ۔ اگر ایسے شخص کو ڈاکہ زنی اور قتل و غارت کے الزام میں پکڑ کر تختۂ دار پر لٹکایا جائے اور وہ بیگناہ اسوقت ہم سے رحم کی درخواست کرتے ہوئے کہے کہ آپ خوب جانتے ہیں کہ میں بے گناہ ہوں آپ مجھ پر رحم کیوں نہیں کرتے تو ہم اسے یہی جواب دیں گے کہ واقعی ہم آپ کے حال سے اچھی طرح باخبر ہیں ۔ اور خوب جانتے ہیں کہ آپ بیگناہ ہیں مگر فقط جاننے سے کیا ہوتا ہے ہمارے پاس وہ اختیار نہیں کہ آپ کو تختۂ دار سے بچالیں ۔ اپنی رحمت آپ تک پہنچانے کا جب تک ہمیں اختیار نہ ہو اور قدرت نہ پائی جائے ۔ اسوقت تک ہم آپ پر رحم نہیں کر سکتے معلوم ہوا ۔ کہ قدرت و اختیار کا ہونا بھی رحم کرنے کیلئے ضروری ہے جب نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم تمام مخلوقات اور کل کائنات کیلئے علی الاطلاق راحم ہیں تو ہر فردِ کائنات تک رحمت و نعمت پہنچانے کی قدرت و اختیار بھی حضور علیہ صلوٰۃ والسلام کے لئے حاصل ہے ۔

۴ چوتھی بات یہ ہے کہ صرف قدرت و اختیار سے بھی کام نہیں چلتا ۔ کسی پر رحم کرنے کیلئے یہ بات بھی ضروری ہے ۔ کہ رحم کرنے والا مرحوم کے قریب ہو اور مرحوم رحم کے قریب ہو ۔

اس بات کو ایک مثال کے ذریعے یوں سمجھئے کہ مثلاً آپ فرلانگ

کے فاصلہ سے کھڑے ہیں ۔ اچانک کیا دیکھتے ہیں ۔ کہ ایک خونخوار دشمن نے آپ کے مخلص دوست پر حملہ کر دیا ۔ وہ چلا کر آپ سے رحم کی درخواست کرنے لگا ۔ آپ اس کی مدد کے لئے دوڑے اور خلوص قلب سے اس پر رحم کرنے کے لئے آگے بڑھے مگر آپ کے پہنچنے سے پہلے ہی دشمن نے اسے ہلاک کر دیا ۔ اب غور کریں کہ آپ زندہ بھی ہیں اور اس دوست کو بچشم خود ملاحظہ بھی فرما رہے ہیں ۔ اور اس کے حال کے عالم بھی ہیں ۔ رحم کرنے کی قدرت اور طاقت بھی آپ کے اندر پائی جاتی ہے ۔ آپ اپنے اختیار سے رحم کر سکتے ہیں لیکن اس وجہ سے کہ وہ مخلص دوست آپ سے دور ہے اور آپ اس سے دور ہیں ۔ آپ اپنی حیات قدرت و اختیار کے باوجود بھی اس پر رحم نہیں کر سکتے ۔ معلوم ہوا کہ رحم کرنے کے لئے راحم کا مرحوم سے قریب ہونا بھی ضروری ہے ۔

جب آیۃ قرآنیہ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے تمام جہانوں اور مخلوقات کے ہر فرد کے لئے راحم ہونا ثابت ہو گیا تو یہ امر بھی واضح ہو گیا ۔ کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم اپنی رحمانیت نورانیت کے ساتھ تمام کائنات کے قریب ہیں اور ساری کائنات حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے قریب ہے ۔

حاصل کلام یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام عالموں کے قریب اسی وقت ہو سکتے ہیں کہ جب اعلیٰ درجے کے نورانی، روحانی اور لطیف

ہوں۔ چونکہ رحمۃً للعٰلمین ہونے کی وجہ سے ان کا تمام جہانوں سے قرب ہونا ضروری ہے اس لئے ان کا روحانی، نورانی اور لطیف ہونا بھی ضروری ہوا۔ ایک آیت سے پانچ مسئلے وضاحت کے ساتھ ثابت ہوگئے یعنی حضور صلے اللہ علیہ وسلم تمام عالموں کے لئے رحمت فرمانے والے ہیں لہذا زندہ ہیں۔ اور تمام کائنات کے حالات و کیفیات کے عالم بھی ہیں۔ اور ساتھ ہی عالم کے ہر ذرّے تک اپنی رحمت اور نعمت پہنچانے کی قدرت اور اختیار بھی رکھتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ تمام عالم کو محیط اور تمام کائنات کی ہر شئی سے قریب بھی ہیں۔ نیز ایسے روحانی نورانی اور لطیف ہیں جس کی بنا پر آپ کا کسی ایک چیز سے قریب ہونا دوسری چیز سے بعد ہونے کو مستلزم نہیں بلکہ بیک وقت تمام افراد عالم سے یکساں قریب ہیں۔

عبدالقہار۔ آیات سے اتنا تو مجھے تشفی ہوگئی ہے۔ کہ حضور سید الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کائنات کے ہر ہر ذرہ ذرہ میں جلوہ افروز ہیں مگر یہ نہیں معلوم ہو رہا ہے کہ ان کی جلوہ گری ہے کیسی۔

عاشق رسول۔ حضور[ع] سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے کا یہ معنی ہرگز نہیں کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بشریت مطہرہ ہر جگہ ہر ایک کے سامنے موجود ہے بلکہ اس کے معنے یہ ہیں کہ جسطرح روح اپنے ہر جزو میں موجود ہوتی ہے اسی طرح روح دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی حقیقت منورہ ذرات عالم کے ہر ذرہ میں جاری و ساری ہے جس کی بنا پر حضور صلے اللہ علیہ وسلم اپنے روحانیت

ع یہ عبارت تسکین الخواطر سے لیگئی ہے۔

اور نورانیت کے ساتھ بیک متعدد مقامات پر تشریف فرما ہوتے ہیں۔ اور اہل اللہ، اکثر و بیشتر بحالت بیداری اپنی جسمانی آنکھوں سے حضور کریم صلے اللہ علیہ وسلم بھی انہیں اپنی نظر عنایت سے مسرور محفوظ فرماتے ہیں۔ (جیسا کہ بعض حکایات عبارات فقیر ابو الصالح نے حیوۃ الانبیاء للبیہقی کی شرح عربی میں درج کئے ہیں اور یہ بھی سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ اور نور نبوت سے بعید نہیں کہ آن واحد میں مشرق و مغرب شمال و جنوب تحت و فوق تمام جہات و امکنہ متعددہ لاتعداد و لاتحصیٰ میں سرکار اپنے مقربین کو اپنے جمال کی زیارت اور نگاہ کرم کی رحمت و برکت سے سرفراز فرمائیں۔ اب اس عقیدہ کو محفوظ فرماتے ہوئے آیات مسطورہ احادیث و عبارات ذیل کو منطبق فرمائیے۔ حدیث ۱ بخاری و مسلم و دیگر کتب صحاح میں بھی جس کو صاحب مشکوٰۃ نے اپنی کتاب باب اثبات عذاب القبر میں فرماتے ہیں۔ کہ جب مردہ کو دفن کیا جاتا ہے۔ تو لوگ واپس لوٹتے ہیں۔ تو مردہ ان کی جوتیوں کی آواز سنتا ہے۔ بعد ازاں دو فرشتے منکر نکیر تشریف لاتے ہیں اس سے من ربک و ما دینک کے سوال کے بعد پوچھتے ہیں ما تقول فی ہذا الرجل محمد صلے اللہ علیہ وسلم یعنی اے بندہ خدا تو کیا کہتا ہے اس رجل محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اس کے بعد مومن

عہ۔ اس حدیث سے یہ مسئلہ ثابت ہو گیا۔ کہ انسان میں بعد از مرگ سننے کی طاقت ہوتی ہے اس کے متعلق علامہ سیوطی رحمۃ اللہ نے شرح الصدور بکثرت حدیثیں نقل کی ہیں۔

حدیث طویل ہے مقصود اتنا تھا ۔عرض کر دیا اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اگرچہ تمام روئے زمین میں کروڑوں لوگ مرتے ہیں تو کروڑہا جگہ ایک ہی وقت میں تمام اہل قبور کو زیارت ہوتی ہے

عبدالقہار :۔ واہ بھائی اس حدیث میں آپنے دو غلطیاں کھائی ہیں ایک تو یہ کہ عقلاً بالکل محال ہے کہ ایک شئے متعدد مقامات پر پہنچ سکے۔ یا متعدد لوگوں کے سامنے آجائے دوسرا یہ کہ حدیث شریف میں جو لفظ ہذا آیا ہے بات سے کسی نے یہ مراد نہیں لی کہ آپ ہر قبر میں تشریف لاتے ہیں ۔

عاشق رسول ۔ واہ رے عقل کے بندے معلوم ہوتا ہے ۔کہ تو نے عشق مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی چاشنی چکھی نہیں اگر تجھے اس میخانہ سے کچھ بوند مل جاتی تو شان مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم میں عقل کو دخل نہ دیتا یہی تو وجہ ہے کہ معراج کی رات واپسی پر ابوجہل نے عقل سے کام لے کر معراج کا انکار کر دیا مگر پیارے صدیق سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو عشق نے سبق دیا ۔کہ عقل قربان کن ۔ ۔ ۔

میں عقل کو دخل نہیں۔ مگر پھر بھی تم کو عقل کی رو سے سمجھانا چاہتا ہوں مگر دل
کی آنکھوں کو کھول کر سننا حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذرہ کائنات
میں جلوہ گری ناممکن نہیں کیونکہ متعدد مقامات موجود ہونے میں اشکال وہاں
پیدا ہوتا ہے۔ جہاں پہنچنے والے میں کثافت پائی جائے۔ اور جس میں لطافت
ہو تو اس کا متعدد مقام پر نا ممکن نہیں بلکہ کروڑوں ایسی مثالیں پائی جاتی ہیں جسکو
تم اپنا ایمان سمجھتے ہونگے۔ مثلاً تمہاری آنکھوں کی بینائی جب تم روشنی میں اپنے
آگے دیکھتے ہو تو آپ کی بینائی ایک ہی وقت میں زید کے ساتھ بھی ہے اور
عمر کے ساتھ بھی انسانوں کے ساتھ بھی حیوانوں کے ساتھ بلکہ جہانتک تیری
قوت بصر میں طاقت ہے وہاں تک جمیع اشیاء کے ساتھ آپ کی بینائی حاضر
ہے۔ اور ناظر بھی اسی طرح اپنی قوت آواز کا تصور فرمائیے کہ آپ اپنے گھر میں
بیٹھ کر مثلاً زید کو بلاتے ہیں تو آپ کی آواز کی طاقت جہانتک رسائی رکھتی
ہوگی وہاں تک ہر شئے کے ساتھ ہوگی خواہ اسی آواز کو ریڈیو کے ذریعے کائنات
کے ذرہ ذرہ میں پہنچنا پڑے۔ تو وہی ایک آواز ایک ہی آن میں ریڈیو میں پڑی
ہوئی کراچی میں بھی ہے۔ اور لاہور میں بھی اور لندن میں بھی اور چین میں بھی
اور امریکہ اور افریقہ میں عرب میں بھی اور عجم میں بھی ایسی مثالیں آپ کو لمحہ
لمحہ گی تو اس سے ثابت ہو گیا کہ متعدد مقامات پر ایک ایک ہی آن میں لطیف
شئی کے لئے ناممکن نہیں اب دیکھنا یہ ہے کہ ہمارے محبوب سید الانبیاء علیہ السلام
لطیف ہیں۔ یا کثیف۔ اس کا فیصلہ آپ کے وہابی مولوی کر دیں تو بہتر ہے وہاں
سے جاکر پوچھنا مگر میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ حضور اکرم نور مجسم صلے اللہ علیہ وسلم

کو معراج شریف جسم اطہر سے ہوئی تھی نہ کہ روحانیت کے اعتبار سے اب اشکال یہ ہے کہ آپ کا جسد اقدس کثیف ہوتا تو ایک ہی آن میں جیسا کہ حدیث شریف میں فرش سے چل کر لامکان کی سیر فرماتے ہوئے اسی آن بلکہ آن سے بھی کم میں واپس تشریف لائے۔ تو اس سے صرف حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی لطافت کا مسئلہ حل نہیں ہوا بلکہ لایخل مسائل حل ہو سکتے ہیں مگر کم از کم تجھ کو اتنا تو ضرور علم ہو گیا ہو گا کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کائنات کی ہر شئے سے زیادہ لطیف ہیں۔ تیرے دماغ کی اگر رسائی نہیں ہے۔ تو حضور عالم ربانی حضرت مجدد الف ثانی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھ لیجئے۔ چنانچہ آپ اپنے مکتوبات شریف کے ص ۱۸۷ ج ۲ مطبوع لکھنؤ میں تحریر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا دلیل یہ ہے کہ ہر چیز کا سایہ اس چیز سے زیادہ لطیف ہوتا ہے۔ اور اگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا سایہ ہوتا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وجود سے زیادہ لطیف ہوتا حالانکہ حضور کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے وجود مبارک سے زیادہ کوئی چیز پیدا نہیں ہوئی چہ جائیکہ اس سے زیادہ لطیف ہو الخ اس تقریر سے ثابت ہو گیا کہ آپ کائنات کے ہر ذرہ سے زیادہ لطیف ہیں اور سابق تقریر سے میں ثابت کر آیا ہوں کہ ہر وہ شئی جو لطیف ہو تو وہ ایک آن میں متعدد مقامات پر پہنچ سکتی ہے ثابت ہوا کہ ہمارے آقائے نامدار صلے اللہ علیہ وسلم کا نور کائنات کے ذرہ ذرہ میں موجود اور حاضر و ناظر ہے۔ اور تیرا دوسرا وہم کہ نقل سے بھی ثابت نہیں کہ ایک شئے ایک آن میں متعدد مقامات پر حاضر ہو اس کے متعلق بھی گوش ہوش کی ضرورت ہے آپ کو یقین ہو گا کہ ملک الموت حضرت عزرائیل

سے بھی ثابت نہیں کہ ایک شے ایک آن میں متعدد مقامات پہ حاضر ہو۔ اس کے متعلق بھی گوشش ہوش کی ضرورت ہے آپ کو یقین ہو گا کہ ملک الموت حضرت عزرائیل علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ہر ذی روح کے قابض ارواح ہیں خواہ انسان ہوں یا حیوان جن ہوں یا شیطان جیسا کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے جن کو علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح الصدور کے صفحہ ۱۷ تا صفحہ ۲۲ اور شعرانی علیہ الرحمۃ نے تذکرہ قرطبی کے صفحہ ۲۳ تا صفحہ ۲۷ میں بسط سے جمع فرمائی ہیں۔ اور اسی ملک الموت کے متعلق ہی دونوں حضرات اپنی کتاب صفحات مذکورہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ملک الموت ہر صاحب روح کے ساتھ ہر وقت ہے چنانچہ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی کتاب مذکورہ کے الفاظ یہ ہیں اَلدُّنْیَا بَیْنَ یَدَیْ مَلَکِ الْمَوْتِ بِمَنْزِلَۃِ الْقَصْعَۃِ بَیْنَ یَدَیِ الرَّجُلِ صفحہ ۱۸ یعنی ملک الموت کے سامنے ساری دنیا ایسے ہے جیسے کہ ایک تھال کسی کے سامنے رکھا ہو۔

اسی طرح مولانا فاضل ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ تعالیٰ مصنف تفسیر مظہری اور رسالہ مالابد منہ جن پر زمانہ حال کے وہابیہ کو بڑا ناز ہے اور حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے زمانہ کا امام بیہقی کا لقب دیتے تھے اپنی کتاب تذکرۃ الموتیٰ والقبور کے صفحہ ۶ پہ تحریر فرماتے ہیں۔ ابو نعیم وغیرہ از مجاہد روایت کردہ اند کہ زمین نزدیک ملک الموت مانند طشت است الحدیث۔ اور امام شعرانی کی کتاب مذکور صفحہ ۲۷ کے یہ الفاظ ہیں۔ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ قَالَ اِنَّ لِلّٰہِ وَالنَّہَارِ اَرْبَعَۃً وَعِشْرِیْنَ سَاعَۃً لَیْسَ مِنْہَا سَاعَۃٌ اِلَّا وَمَلَکُ الْمَوْتِ قَائِمٌ عَلَیْہَا الحدیث۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ دن اور رات کے

عہ اس کا ترجمہ علامہ سیوطی کی عبارت جیسا ہے۔ ۱۲ فقیر ارشدی غفرلہٗ

۸

گھنٹے ہیں۔ اور ان گھنٹوں سے کوئی ایسا گھنٹہ نہیں کہ جس میں ہر فرد کی روح پر ملک الموت حاضر نہ ہو۔ اسی طرح یہی الفاظ ابن حجر مکی نے اپنی مشہور کتاب فتاوٰی حدیثیہ کے صفحہ ۳ پر تحریر فرمائے ہیں۔ ملک الموت ہر فرد کی روح پر حاضر و ناظر ہے اور ملک الموت ہمارے حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک ادنیٰ کرہ ہے جیسا کہ ... کتب معتبرہ سے ثابت ہے۔ اب سوچ کر بتلایئے کہ نوکر تو ہر جگہ حاضر و ناظر ہے۔ مگر افسوس کہ ساری کائنات کے آقا و مولا صلے اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر نہ ہو سکیں اور ملک الموت کو حاضر و ناظر ماننے سے شرک نہیں آتا۔ اور ہمارے کائنات کو حاضر و ناظر ماننے سے شرک لازم آتا ہے صد حیف صد تف ہا بریں عقل و شعور پر سو بار بریں عقل و ہمت بیا باید گریست آور۔ اسی طرح مکہ مکرمہ ہر ملک میں ہر ایک مرد کیساتھ ایک فرشتہ ہے وقت بیت کرتے ہوئے مقامات پر حاضر و ناظر ہوتے ہیں۔ اگر خوف طوالت و بیم تضالت نہ ہوتا تو بہت سے نظائر پیش کرتا مگر ہر صاحب العقل و الحیا کیلئے اتنا کافی و وافی ہے مگر ضدی بے انصاف کیلئے بہت بڑے دفتر بھی ناکافی ہیں۔ جیسے شاعر کہتا ہے وَدَاءُ الضِّدِّ لَيْسَ لَهُ دَوَاءٌ۔ اِنْ كَانَ الْمَسِيْحُ لَهُ طَبِيْبًا تقریر مذکورہ ہر دلیل کی آنے والی حدیث پر منطبق کرتے جایئے (۲) قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اِنَّ اللّٰهَ زَوٰى لِيَ الْاَرْضَ فَرَاَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا الحدیث (رواہ مسلم، کذا فی المشکوٰۃ ص مطبوعہ اصح المطابع کراچی) ترجمہ یعنی حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لیے زمین سمیٹ کر کھڑی کر دی پس میں نے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا ہے۔ الخ

ف ۸ چنانچہ وہابیہ کے نزدیک حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر ماننا شرک ہے۔ اسی مسئلہ کی بنا پر ان کے نزدیک تمام ائمہ اربعہ مشرک ہیں اب مفتیان وہابیت جواب دیں کہ کیا وہ بھی مشرک ہیں تم لوگ ملک الموت کو حاضر و ناظر ماننے سے مشرک ہو یا نہیں۔ ۱۲

حدیث سے صاف ظاہر ہو گیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ کے سامنے ہر چیز ظاہر ہے بلکہ ذرّات کائنات بھی حضور عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے پوشیدہ نہیں۔ اسی طرح تیسری حدیث آپ ہی ہے

۳۔ قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی رَفَعَ لِیَ الدُّنْیَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْہَا وَاِلٰی مَا ھُوَ کَائِنٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ کَمَا اَنْظُرُ اِلٰی کَفِّیْ ھٰذِہٖ (مواھب لدنیہ شریف)

ترجمہ۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ نے میرے لئے دنیا کو ظاہر فرمایا پس میں نے دنیا اور جو قیامت تک ہونے والا ہے سب کی طرف دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کو۔ اور اس کی شرح میں علامہ زرقانی صفحہ ۲۳ میں تحریر فرماتے ہیں۔ اَنَّ اللّٰہَ قَدْ رَفَعَ اَیْ اَظْھَرَ وَکَشَفَ لِیَ الدُّنْیَا بِحَیْثُ اَحَطْتُ خُبْرًا بِجَمِیْعِ مَا فِیْھَا الخ۔ یعنی اللہ تعالےٰ نے دنیا کو میرے لئے ظاہر فرمایا یہاں تک کہ میں نے دنیا کے مافیہا کا احاطہ فرمایا۔ (۴) قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنَا اَوْلٰی بِکُلِّ مُؤْمِنٍ مِّنْ نَّفْسِہٖ۔ (نسائی شریف ج ۱ صفحہ ۲۷۹)

ترجمہ۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں ہر مومن کی جان سے بھی زیادہ قریب ہوں

اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ہر مومن کے ساتھ حاضر و ناظر ہیں کیونکہ اَوْلٰی بمعنی اَقْرَب یعنی نزدیک تر جیسا کہ مولوی محمد قاسم نانوتوی جو کہ مدرسہ دیوبند کا بانی تھا۔ اور علماء دیوبند اس کو قاسم العلوم[1] والخیرات کے خطاب سے یاد کرتے ہیں۔ وہ اپنی کتاب تحذیر الناس کے صفحہ ۳ پر لکھتا ہے۔ کہ اَوْلٰی بمعنے

---

[1] یعنی تمام علوم و خیرات کے بانٹنے والا۔ اگر اسطرح حضور علیہ السلام کے متعلق کہا جاوے۔ تو وہابیہ شریف کا فتویٰ دیتے ہیں۔ ۱۲ منہ عفی عنہ۔

(۵) قال علیہ السلام اذا دخل احدکم المسجد فلیسلم علی النبی صلے اللہ علیہ وسلم (الحدیث) ترجمہ، حضور کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب تم مسجد میں داخل ہو تو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر سلام عرض کرو۔ اور مسجد کا مفہوم خود حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے دوسری حدیث شریف میں فرمایا۔ کہ جعلت الارض مسجدا وطہورا ترجمہ میرے لیے تمام روئے زمین کو مسجد اور پاک بنا دیا ہے یہ حدیث بخاری شریف صـ ۴۸ ج ۱ میں ہے مسجد کی قید اتفاقی ہے۔ چنانچہ شفا شریف میں قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ اذا لم یکن فی البیت فقل السلام علی النبی صلے اللہ علیہ وسلم۔ شفا شریف صـ ۲۷ ج ۲ یعنی جب گھر میں کوئی نہ ہو تو کہہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر سلام عرض کرو۔ اس سے ثابت ہوا کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں اور نہ سلام عرض کرنے کا کیا معنے اسی شفا شریف کی شرح میں ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری تحریر فرماتے ہیں۔

لان روحہ صلے اللہ علیہ وسلم حاضر لکنی بیوت اھل الاسلام (الخ) ترجمہ، یعنی سلام عرض کرنے کا مطلب یہ ہے کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی روح مقدس ہر اہل اسلام کے گھر حاضر ہے اس کے علاوہ بہت سی احادیث پیش کرنے کی جسارت ہے مگر چونکہ وعدہ تھا پانچ حدیثوں کا لکھنا اور دیکھی بہت لکھ گئی ہے۔ ایسا علمائے امت کے

پیارے دس اقوال موعودہ بھی سن لیجئے۔

وہ ہمارے امام اعظم سیدنا ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کے اقوال و افعال ہمارے لئے باعث نجات ہیں۔ اپنے پیارے قصیدۃ النعمان میں حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو معروضات عرض کر کے مسئلہ حاضر و ناظر واضح فرماتے ہیں ؎

وَاِنْ سَمِعْتُ مِنْكَ قَوْلًا طَيِّبًا۔ وَاِذَا نَظَرْتُ فَلَا اَرٰى اِلَّاكَ

یعنی حبیب میں سنتا ہوں تو آپ ہی کا ذکر پاک سنتا ہوں اور حبیب دیکھتا ہوں تو آپ کے سوا کچھ نظر نہیں آتا۔

(۳) قَالَ اَبُو الْحَسَنِ الشَّاذِلِيُّ لَوْ حُجِبَ عَنِّيْ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرْفَةَ عَيْنٍ مَا عَدَدْتُ نَفْسِيْ مُسْلِمًا (شرح فصیدہ ہمزیہ لابن حجر ص ۱۲۷)

ابو الحسن شاذلی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک آنکھ جھپکنے کی دیر مجھ سے زیادہ چھپ جائیں تو اپنے نفس کو مسلم شمار نہیں کرتا۔

۴۔ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ اپنے رسالہ اشرف الوسیل بالتوجہ الی سید الرسل پر حاشیہ اخبار الاخیار ص ۱۰ میں فرماتے ہیں۔

حضرت یہ قصیدہ نعت ترجمہ منظوم رضا مصطفےٰ میں بھی شائع ہوا ہے۔ دفتر رضائے مصطفےٰ ہوشک دار السلام گوجرانوالہ میں دستیاب ہے آپ منگوا لیجئے۔ بہت اعلیٰ قصیدہ ہے دہابیہ کے تمام باطل اقوال کا اس میں رد ملتا ہے۔ ۱۲ منہ غفرلہٗ

دیا جذرین اختلافات و کثرت نداشتہ
کہ در علمائے امت است یک کس را
خلافے نیست کہ آن حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم باحقیقت یہ شاہد
مجاز نوعے تاویل و احکم دیانی است
و یا عمال حاضر و ناظر است اخبار الاخیار

یعنی اختلاف مذاہب کے باوجود جو کہ
علمائے امت میں ہے اس مسئلہ میں کسی
کا کلی اختلاف نہیں۔ کہ حضور صلے
اللہ علیہ وسلم اپنی حقیقی زندگی سے بعد
تاویل و مجاز کے احتمال کے داکم اور باقی
ہیں اور امت کے اعمال پر حاضر و ناظر ہیں۔

اس عبارت سے پوری طرح معلوم ہوا حاضر و ناظر کے مسئلہ میں زمانہ قدیم
میں کسی شخص کا اختلاف نہ تھا۔ ہاں یہ چونکہ بعض موصوف الصدر کے زمانہ کے بعد میں
پیدا ہوئے ہیں انہوں نے اگر اختلاف پیدا کر دیا۔ اور اجماع امت کو توڑ
کر شذ شذ فی النار کے مستحق ہو گئے اور در اصل بدعتی یہی ہیں جو بعد میں
پیدا ہو کر اتنا بڑا اختلاف پیدا کر دیا اب عجیب چھپانے کیلئے وہی ہر اوصف
اہل سنت پر تھوپ دیا۔

۴۔ حضرت شیخ عبدالعزیز دباغ رحمہ اللہ اپنی مشہور کتاب الابریز شریف
میں تحریر فرماتے ہیں۔

وَاَكْمَلُ الْاَرْوَاحِ قَدْرًا وَاَعْظَمُهَا
رُوْحُ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَاِنَّهَا تَمْلَأُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرَضِيْنَ

یعنے ارواح سے سب سے بڑی اور سب
سے اعلیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی
روح اقدس ہے کہ وہ تمام آسمانوں
اور زمینوں پر حاوی ہے۔

۵۔ علامہ یوسف نبہانی رحمہ اللہ اپنی کتاب جواہر البحار میں فرماتے ہیں۔

إِنَّ جَسَدَ الشَّرِيفَ لَا يَخْلُو مِنْهُ زَمَانٌ وَلَا مَكَانٌ وَلَا مَحَلٌّ وَلَا إِمْكَانٌ وَلَا عَرْشٌ وَلَا كُرْسِيٌّ وَلَا قَلَمٌ وَلَا لَوْحٌ وَلَا سَهْلٌ وَلَا بَحْرٌ وَلَا بَرْزَخٌ وَلَا قَبْرٌ۔ ترجمہ:- بے شک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم شریف سے نہ کوئی زمان خالی ہے نہ مکان اور نہ کوئی محل اور نہ کوئی امکان اور نہ کوئی عرش اور نہ کرسی اور نہ قلم اور نہ تختی اور نہ دریا نہ خشکی اور نہ برزخ نہ سطح زمین اور نہ بزرخ اور نہ قبر یعنی کائنات کے ذرہ ذرہ میں حضور علیہ السلام حاضر و ناظر ہیں۔

۶۔ مصباح الہدایت ترجمہ عوارف المعارف مصنفہ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ تعالیٰ صفحہ ۱۶۵ میں ہے۔

پس باید کہ بندہ ہمچنان کہ حق سبحانہ را پیوستہ بجمیع احوال خود ظاہر و باطن و مطلع بیند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را نیز ظاہر و باطن حاضر و ناظر بیند چنانچہ حق تعالیٰ کہ بر ہر حال میں ظاہر و باطن طور پر واقف جانتا ہے اس طرح حضور علیہ السلام کو بھی ظاہر و باطن حاضر و ناظر جانے۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں علی حمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

وَقَالَ الْغَزَالِيُّ سَلِّمْ عَلَيْهِ وَأَنْتَ فِي مَسَاجِدِكَ وَخَلَوَاتِكَ فَإِنَّهُ يَسْمَعُكَ السَّلَامَ كَمَا سَمِعَهُ وَأَنْتَ فِي الْمَسَاجِدِ حج

امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب مسجدوں میں جاؤ تو حضور علیہ السلام پر سلام عرض کرو۔ کیونکہ آپ مسجدوں میں موجود ہوتے ہیں

اس کا مکمل بیان حدیث نمبر ۵ میں گذر چکا ہے۔ علامہ اسمٰعیل حقی اپنی تفسیر روح البیان پارہ ۲۶ سورہ فتح تحت آیت انا ارسلناک شاہداً میں تحریر فرماتے ہیں۔

قَالَ بَعْضُ الْكِبَارِ إِنَّ مَعَ كُلِّ سَعِيدٍ رَفِيقًا مِنْ رُوحِ النَّبِيِّ

صلی اللہ علیہ وسلم ھی الرقیب والعتید علیہ الخ بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ ہر نیک بخت کے ساتھ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی روح رہتی ہے اور رقیب وعتید سے یہی مراد ہے۔ اس کے بعد فرماتے ہیں کہ ان احادیث کو جن میں آتا ہے کہ گناہ کرتے وقت (زنا وغیرہ) ایمان نکل جاتا ہے تو یہاں ایمان سے مراد حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی توجہ مقدس ہے اب صرف دو عبارتیں وہ نقل کرتا ہوں جن پر نہایت درجہ کو زیادہ اعتبار ہے۔ ۹۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالےٰ اپنی کتاب فیوض الحرمین صفحہ ۲۸ میں تحریر فرماتے ہیں۔

ان الفضاء کلہ ممتلیء من روحہ صلی اللہ علیہ وسلم

تمام فضا حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی روح سے بھری ہوئی ہے

۱۰۔ یعنی از سر ہمارنگفتہ اند کہ ایں خطاب بجہت سریان حقیقت محمدیہ صلے اللہ علیہ وسلم است علیہ الصلوٰۃ والسلام در ذرات موجودات و افراد ممکنات پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در وقت ادائے مصلیان موجود و حاضر و ناظر است (مسک الختام صفحہ ۴۶) ترجمہ:۔ یعنی بعض عارفوں نے فرمایا ہے کہ یہ خطاب نماز میں حضور علیہ السلام کی حقیقت کے سریان کے سبب ہے جو تمام موجودات کے ہر ذرہ تمام ممکنات کے افراد میں ہے پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نمازیوں کے وجود میں حاضر ہیں۔ یہ کتاب نواب صدیق حسن بھوپالی کی ہے جس کو وہابی غیر مقلد اپنا بڑا امام مانتے ہیں۔ اور وہابی دیوبندیوں کا بھی مقتدا علیہ ہے۔ پس صاحبو اس مسئلہ کو سمجھا کر پھر تمام نمازیوں کو نصیحت فرمائیے کہ نماز کو چاہیئے کہ اس حقیقت سے آگاہ رہے اور اس مشہود یعنی حاضر ناظر کے مسئلہ سے غافل نہ ہو تاکہ معرفت کے اسرار اور قرب کے انوار سے منور ہو

اور فائز ہو۔ اس کے بعد فرماتے ہیں کہ شاید کسی کو حاضر و ناظر کے مسئلہ میں شک پڑ جائے تو اس کی دلیل میں ایک شعر بیان فرماتے ہیں۔

؎ در رہ عشق مرحلۂ قرب و بعد نیست ہیں ہی بنیمت دعا می فرستمت

ترجمہ:۔ عشق کے راستہ میں قرب و بعد کی منزل نہیں تجھ کو اے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ظاہر دیکھتا ہوں اور دعا کرتا ہوں یہی عبارت اگرچہ شیخ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اشعۃ اللمعات اور مدارج النبوت شریف میں بھی لکھی ہے۔ مگر وہابیہ کو سمجھانے کے لئے ان کے پیشوا کی عبارت نقل کر دی ہے۔

یہ عبارت اصل میں التحیات کے متعلق ہے۔ اور حاضر و ناظر کا مسئلہ التحیات کے پڑھنے سے بھی حل ہو جاتا ہے چنانچہ آپ کو معلوم ہی ہوگا کہ ہر نفل کی ہر دو رکعت میں اور فرض کے ہر دوسرے قعدہ میں التحیات کا پڑھنا واجب ہے اگر کوئی عمداً چھوڑ دے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ تو اسی التحیات کو ہر نماز میں پڑھتے ہیں السلام علیک ایہا النبی الخ یعنی سلام ہو تم پر اے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم تو دیکھو۔ اس التحیات میں صیغہ خطاب کا بھی ہے۔ اور پھر ایہا حرف ندا یہ بھی استعمال کیا گیا ہے تو ضمیر خطاب اور حرف ندا کہہ رہا ہے کہ تم اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو حاضر ناظر سمجھ کر اپنی نمازوں کو قبول کراؤ۔ چنانچہ وہابیوں کے مولوی مذکور نے کیسی تاکید فرمائی۔ اس پر ایک بزرگ کا قول بھی سن لیجئے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مقبول کتاب احیاء العلوم شریف جلد اول باب چہارم فصل سوم نماز کی باطنی شرائط میں فرماتے ہیں، منہا ان یحضر فی قلبک الذی علیہ السلام و یتصور انہ یسمع قول السلام علیک ایہا النبی، یعنی اپنے دل میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کو حاضر ناظر جان کر عرض کرو السلام علیک ایہا النبی الخ بالکل ہمارے

احناف رحمہم اللہ تعالیٰ کبھی اس بات کی تصریح فرماتے ہیں۔ کہ التحیات میں نمازی کا یہ خیال ہو کہ میں ہدیہ دربارگاہِ رسالت میں سامنے حاضر ہو کر پیش کر رہا ہوں چنانچہ ذیل کی چند عبارات اضافۃً سن لیجئے۔ نمازی الفاظ تشہد سے ان معانی (ویقصد بالفاظ التشہد) معانیہا مرادۃ کا ارادہ کرے جو اسکی مراد ہیں بطور (لہ علی وجہ الانشاء) کانہ یحیی اللہ تعالیٰ و انشاء ہو گویا کہ وہ اللہ تعالیٰ (یسلم علی نبیہ وعلی نفسہ واولیاءہ (الا) کی بارگاہ میں تحفہ پیش کر رہا ہے اور (الاخیار) عن ذلک ذکرہ فی المجتبیٰ واللہ اپنے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر اور (ان ضمیر علینا للحاضرین لاحکایۃ سلام اللہ خود اپنی ذات اور اولیاء اللہ پر سلام پیش (درمختار وحلیہ اول ص۷۶ ج ۱) کر رہا ہے۔ انشاء اور حکایت کے اعتبار کی نیت ہرگز نہ کرے۔ اسکو مجتبیٰ میں ذکر کیا اور اس کا ظاہر مفہوم یہ ہے کہ علینا کی ضمیر تمام حاضرین کے لئے ہے (سلام التشہد یہ نیت الثنا رکھا جائے) اللہ تعالیٰ کے سلام کی نقل و حکایت کا ارادہ نہ ہو۔

(۲) ولا بد من ان یقصد بالفاظ التشہد معانیہا التی وضعت لہا من عندہ کانہ یحیی اللہ تعالیٰ۔ وَالسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلَی نفسہ واولیاء اللہ تعالیٰ کذا فی التاتارخانیہ عالمگیری مطبوعہ مصر جلد ۱ صفحہ ۷۴ نماز کے لئے الفاظ تشہد کے معانی موضوعہ کا اپنی طرف سے بطور انشاء قصد کرنا اور ان کا قصد کرنا ضروری ہے گویا کہ وہ اللہ کو تحفہ پیش کر رہا ہے اور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور اپنی ذات و اولیاء کرام پر سلام عرض کر رہا ہے۔

اسی طرح دیگر معتبر کتابوں میں یہی مضمون موجود ہے مثلاً شامی ص ۴۷۶ ج ۱ اور مراقی الفلاح ص ۱۵۵ وغیرہ وغیرہ ان عبارات سے وہابیہ کا وہ مکر و فریب بھی دفع ہو گیا۔ جو کہا کرتے ہیں کہ مسئلہ حاضر و ناظر فقہ کی کتابوں میں نہیں ہے۔ اگر مسئلہ حاضر و ناظر کے علمی و فنی مضامین کے مطالعہ کا شوق ہو تو فقیہ اسلام علامہ کاظمی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی تصنیف لطیف مسمی بہ "تسکین الخواطر" حصہ اول و دوم سے استفادہ فرمایئے۔

خاتمہ

یہ مسئلہ الحمد للہ واضح ہے کہ مخالفین سے کبھی بموجب "الکذوب قلیل الفہم" باتوں باتوں سے ظاہر ہو گیا چنانچہ مخالفین کے اکابرین اپنے اصاغرین کو کوئی مسئلہ سمجھانے بیٹھے تو ان سے حاضر و ناظر کا خیال دماغ سے اتر گیا جس سے وہ بے خبری میں مسئلہ حاضر و ناظر کا ثبوت دے بیٹھے چند عبارات ان کے اکابر کی بھی سن لیجئے۔

(۱) مولوی قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند تحذیر الناس صفحہ ۳ میں لکھتا ہے "النبی اولی بالمؤمنین من انفسہم" کو بعد لحاظ صلہ من انفسہم کے دیکھئے۔ تو یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ رسول اللہ علیہ السلام کو اپنی امت کے

ہمارے مکتبہ ادلیہ سے یہ قیمت ۲ روپے منگوا لیجئے (ناظم مکتبہ)
یہ رسالہ ہم سے طلب فرمایئے قیمت ۸ رنگر یہ رسالہ اس کو بھیجا جائے گا جسکے لئے یقین ہو گا کہ یہ محض تردید کیلئے خریدا ہے ورنہ نہیں

سانحہ وہ قریب ہے کہ ان کی جانوں کو بھی ان کے ساتھ حاصل نہیں کیوں کہ

اولیٰ بمعنے اقرب ہے۔

مولوی رشید احمد گنگوہی اپنی کتاب امداد السلوک صفحہ میں لکھتا ہے

ہم مرید یہ یقین داند کہ روح شیخ
مفید بیک مکان نیست پس ہر جا کہ مرید
باشد قریب یا بعید اگرچہ از شیخ دور است
امر روحانیت او دور نیست چون این
امر محکم دارد ہر وقت شیخ را یاد کردہ
رابطہ قلب پیدا آرد ہر دم مستفید بود
مرید در حال واقعہ محتاج شیخ بود شیخ
را بقلب حاضر آورده بلسان حال
سوال کند البتہ روح شیخ
باذن اللہ تعالےٰ القاء
خواہد کرد۔ مگر رابطہ تام شرط است
و بعد رابطہ قلب شیخ را بلسان قلب
ناطق مے شود بسبب حق تعالےٰ راہ
می کشاید و حق تعالےٰ ہمدرا محدث
می کند (از جادۃ الحق)۔

مرید یہ بھی یقین سے جانے کہ شیخ
کی روح ایک جگہ میں مقید نہیں ہے۔
مرید جہاں کہیں ہو دریا نزدیک اگر پیر
کے جسم سے دور رہے مگر پیر کی روحانیت
دور نہیں۔ جب یہ بات پختہ ہو گئی تو ہر
وقت پیر کی یاد رکھے۔ اور دلی تعلق اس
سے قائم کرے اور ہر وقت اس سے فائدہ لیتا
رہے مرید واقعہ کی حالت میں پیر کا محتاج ہوتا
ہے شیخ کو اپنے دل میں حاضر کرکے زبان
حال سے اس سے مانگے۔ پیر
کی روح اللہ کے حکم سے ضرور
القاء کرے گی مگر یہ رابطہ تعلق شرط
ہے اور شیخ سے اسی تعلق کی وجہ سے
دل کی زبان گویا ہو جاتی ہے اور خدا
تعالےٰ کی طرف راہ کھل جاتی ہے۔

اور حق تعالےٰ اس کو صاحب الہام کر دیتا ہے۔

حضرت مولانا المفتی احمد یار خانصاحب مدظلہ العالی فرماتے ہیں کہ اس عبارت میں حسب ذیل فائدے ہیں (۱) پیر کا مرید کے پاس حاضر و ناظر ہونا۔ (۲) مرید کا تصور شیخ میں رہنا (۳) پیر کا حاجت روا ہونا۔ (۴) مرید خدا کو چھوڑ کر اپنے پیر سے مانگے۔ (۵) پیر مرید کو القا کرتا ہے (۶) پیر مرید کا دل جاری کر دیتا ہے۔ جب مرید میں یہ طاقتیں ہیں تو جو ملائکہ اور انسانوں کے شیخ الشیوخ ہیں صلے اللہ علیہ وسلم انہیں یہ چھ صفات ماننا کیوں شرک ہے

اس عبارت نے تو مخالفین کے سارے مذہب پر پانی ہی پھیر دیا۔

(۷) مولوی اشرف علی تھانوی اپنی کتاب حفظ الایمان میں لکھتا ہے کہ:

ابو یزید سے پوچھا گیا طے زمین کی نسبت تو آپ نے فرمایا یہ کوئی چیز کمال کی نہیں دیکھو ابلیس مشرق سے مغرب تک ایک لحظہ میں قطع کر جاتا ہے

اب وہابیہ سے کون پوچھے۔ کہ یہ صفت حاضر و ناظر ابلیس ملعون کہاں سے لے آیا۔ اور اس کے لئے حاضر و ناظر ماننے والے شرک کا فتویٰ کیسے مفہم کر گئے۔ سچ ہے

؎ جب خدا عقل لیتا ہے تو حماقت آ ہی جاتی ہے۔

عبد الغفار۔ بھائی عاشق رسول مسئلہ حاضر و ناظر میں اب کسی قسم کا مجھے شبہ نہیں رہا۔ اب براہ کرم یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم، کہنے کا ثبوت بھی قرآن و احادیث و اقوال ائمہ دین سے دیجئے۔

؎ یہ کتاب بہ قیمت ۶/ آنے ہمارے مکتبہ سے منگوائیے۔ مگر اس میں بھی وہی شرط ہے جو تقدیر القانص میں لکھی گئی ہے۔

عاشق رسول۔ بھائی اب، نماز مغرب کا ٹائم ہو چکا ہے کل مدرسہ منبع الفیوض کی چھٹی کے وقت تشریف لانا۔ انشاء اللہ یہ مسئلہ بھی سمجھا دونگا۔

بحمدہٖ تعالےٰ وتوفیقہ رسالہ ہذا کی نظر ثانی مع اضافات جدیدہ وخاتمہ کی تسوید سے ۱۹ رمضان المبارک ۱۳۸۰ھ بروز سعادت افروز دوشنبہ ۱۲ بجے دن فراغت ہوئی۔

فقیر ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی غفرلہ ربہ تعالےٰ بجاہ رسولہ الاعلیٰ صلے اللہ علیہ وسلم

مختصر فہرست کتب

بہار شریعت کامل	۳۵/-	صحابہ ثلاثہ	۰/۴
المنجد عربی اردو کامل	۲۷/-	صراح معہ فرہنگ لغت	۱۵/-
الیواقیت الجواہر معہ یکروزی	۰/۱۲	مناظرہ بریلی	۱/۸
انوار البشارۃ	۱/-	مرقع کلیمی	۲/-
الموضوعات الکبیر معہ تذکرہ عربی	۲/-	منہج السلامہ	۰/۲
اسماء الاربعین	۰/۲	نور الایضاح	۲/۸
ریاض الارواح	۰/۲	ہدایۃ الشیعہ	۰/۴
باغ حنک	۰/۸	مائۃ عامل معہ شرح اویسی	۰/۳
بستان المورثین اردو	۵/-	نور الانوار	۷/۸
بخاری شریف مترجم کامل	۴۵/-	میۃ المعنی عربی	۲/-
مسلم الثبوت معہ شرح اردو	۲/۸	وعظ بے نظیر	۱/۲

فہرست کلاں مفت طلب فرمائیے

مکتبہ اویسیہ حامد آباد ڈاکخانہ خانیلہ بہاولپور ڈویژن

اسی مصنف کی دیگر مفید تصانیف

نمبر شمار	نام کتاب	فن	قیمت
۱	ہدیۃ الاصفیاء شرح عربی علی جیدۃ الانبیاء للبیہقی	حدیث	۱۲ر
	فیوض الرحمٰن ترجمہ		
۲	روح البیان فاتحہ زیر طبع	تفسیر	۸ر
	کارآمد مسئلے یعنی خلاصہ بہار		
۳	شریعت حصہ اوّل	فقہ	زیر طبع
۴	چہل حدیث مع تقاریر مفیدہ	حدیث	۴ر
۵	معجزات حصہ اوّل	سیرت	۴ر
	نعم الحامی شرح اردو سرشرح جامی	نحو	صرف
۶	زیر طبع حصہ اول		

نمبر شمار	نام کتاب	فن	قیمت
۷	ترجمہ سلسلہ نقشبندیہ	اردو	۸ر
۸	رسالہ علم غیب	ردوہابیہ	۲ر
۹	ملا حسنی مع اردو حصہ اول	قوانین فارسی	۲ر
۱۰	ابواب الصرف مع قوانین	صرف	۱۲ر
۱۰	شرح الیساغوجی مع اردو	منطق	۸ر
۱۱	فضل الٰہی شرح اردو صرف بہائی	صرف	۲ر
	رسالہ تانیث نہ زیر طبع	نحو	۸ر
۱۲	ہدایہ بطریق التصریف المشکلۃ زیر طبع	صرف	۸ر

علاوہ ان کے دیگر علمائے اہل سنت بالخصوص حضرت مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی و حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی و مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی و مولانا شاہ احمد رضا خانصاحب رحمہم اللہ تعالیٰ کی تصانیف جلیلہ ہمارے ہاں سے طلب فرمائیں تاجران کتب و مدارس اسلامیہ طلباء کے لیے خصوصی رعایت معقول کمیشن دیئے جاتے ہیں مطبوعات مصر مطبوعات ہند و مطبوعات پاکستان کا سٹاک مکتبہ ہذا پر ہر وقت موجود رہتا ہے فہرست کتب مفت طلب کریں

ناظم مکتبہ الحسنیہ جامعہ رضویہ کنانہ مغربی بہاولپور ڈویژن مغربی پاکستان

درخواست

مدرسہ عربیہ منبع الفیوض حامد آباد ایک عرصہ سے تعلیمی خدمات میں سرگرم ہے۔ مگر تکلیف یہ ہے کہ مدرسہ کا قیام ریگستانی علاقہ میں ہے جسکی وجہ سے مدرسہ بڑی تکالیف کا سامنا بنا ہوا ہے۔ سب سے بڑی تکلیف یہ ہے کہ طلبہ کی کثرت اور ان کے اخراجات کی فراہمی سے مدرسہ بہت متقرض ہو چکا ہے۔ علاقہ کے لوگ جاہل ہیں اور بیرونی حضرات علمی سے معذور ہیں۔ یہ درخواست ان درد مند اسلام کی خدمت میں پیش ہے کہ جن کا سینہ عشق مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے معمور ہے براہ کرم مدرسہ کے ذیل کے ضروریات کو مدنظر رکھکر اپنی امداد سے مدرسہ کو پریشانیوں سے بچائیں۔

ضروریات:۔ تعمیر مکانات۔ کتب و کپڑات و فرش وغیرہ تعمیر مسجد تنخواہ مدرسین۔ اخراجات طلبہ خورد و نوش وغیرہ

جملہ رقوم بھیجنے کا پتہ

مہتمم مدرسہ منبع الفیوض حامد آباد ڈاکخانہ خانپیلہ ضلع بہاولپور

(مغربی پاکستان)

(لاہور آرٹ پریس انارکلی لاہور)